JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 15, Issue: 01, Jul –Dec 2021

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

مطالعہ ادیان کے روایتی اسلامی اور مغربی مناہج فکر کا تجزیاتی مطالعہ

Traditional Islamic and Western thoughts of Study of Religion; An analytical study

Dr. Asim Naeem*
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.

Dr. Ghulam Hussain Babar**
Associate Professor, Agriculture University, Rawalpindi.

Abstract

The article aims to review the comparative methods in the study of religion by highlighting its fundamental role for the academic mission of religious studies and by proposing a theoretical approach. Islam as a religion and Muslims as a community has come into contact with other religions from the very beginning of this movement. Throughout the history there had been several Muslim scholars and leaders who wrote valuable writings on the creeds, beliefs, practices, and history of other religions. Islamic religious literature provided the foundations for this study. Western scholars claims that they are the real initiator of the study of comparative religions. They claim that they introduced principles for a neutral and just study of the religions. The two ways: Islamic traditional and modern western, used in the study of religion, are analyzed as this analysis is integral for religious studies as an academic discipline. The article incorporates insights gained from various approaches by Islamic & western scholars that is based upon thorough analysis of comparison. It seeks to enrich the considerations of both the methodologies and encourages scholars to produce responsible comparative studies.

Keywords: *religious studies, comparative methods, Islamic traditional, Western.*

CC BY

موضوع کا تعارف

مذہب ہمیشہ سے انسان کے مطالعے کا موضوع رہا ہے۔ مختلف خطہ ہائے ارض سے تعلق رکھنے والے مفکرین نے مذہب کی حقیقت، نوعیت، ضرورت و اہمیت اور اس کے مبداء کے حوالے سے متفرق اور متعدد نظریات پیش کئے ہیں۔ اس ضمن میں اہل مشرق نے بالعموم مذہبی روایات پر اکتفاء کیا ہے جبکہ اہلِ مغرب نے مذہب کا مطالعہ اپنے مخصوص فکری تناظر اور فلسفیانہ طریقِ تحقیق کے ساتھ کیا ہے۔

مطالعہ مذاہب کے مناہج بنیادی طور پر دو اقسام میں منقسم ہیں۔ اولاً مذاہب عالم کا مطالعہ قدیم روایتی فکر کی روشنی میں اور دوسرا جدید مغربی فکر کی روشنی میں۔ قدیم روایتی فکر اور جدید مغربی افکار میں بنیادی فرق یہ ہے کہ روایتی فکر، قرآنِ حکیم اور سنتِ رسول ﷺ کے اصولوں کے تابع ہے۔ جب کہ مغربی فکر، مغربی تصورِ حیات کے تابع ہے۔ انیسویں صدی عیسوی میں مغرب کا ورلڈ ویو مکمل طور پر بدل کر الحادی بنیادوں پر استوار ہوا، مابعد الطبیعات کا انکار کر دیا گیا اور مذہب کی اہمیت کو تقریباً ختم کر دیا گیا، جس کے نتیجے میں متعدد تھیوریز آف ریلیجن منظر عام پر آئیں۔ زیرِ نظر تحقیقی مقالہ میں مذکور مناہج، تھیوریز اور ہر دو فکر سے مستنبط مطالعہ ادیان کے اصول و ضوابط کا مطالعہ کیا جائے گا۔

موضوع کی ضرورت و اہمیت

مذہب کی تعریف اس کا واضح تعین اتنا آسان نہیں جتنا بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مذہب کوئی یک جہتی مظہر نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک اس کی تعریف پر اہلِ علم متفق نہیں ہو سکے ہیں۔ مذہب کے نام کے ساتھ ہی پہلا تصور ہمارا مذاہب کی طرف جاتا ہے کیونکہ مذہب سے سابقہ ہم کو ایک تاریخی مظہر کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ دنیا کے بڑے مذاہب انسانی تہذیب کا ایک جزو ہیں اور ان عظیم مذاہب کے ساتھ ساتھ ایسی چھوٹی مذہبی جماعتیں ہیں جن کی اپنی خصوصیات ہیں اور جن کی مذہبی انفرادیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ایک مذہب کے محقق کا یہ کہنا کسی حد تک صحیح ہے کہ ہم مذہب کو مذاہب ہی کے اندر ڈھونڈ سکتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ہر مذہب کے اندر مختلف قسم کے رجحانات پائے جاتے ہیں۔ جن کا تعلق عقائد کی تعیین و توضیح اور ان عقائد پر مبنی مذہبی اعمال و رسوم سے ہوتا ہے۔ یعنی ایک طرف تو مذہب کچھ متعین عقائد پر دلالت کرتا ہے جیسے وجودِ خدا پر ایقان، آخرت پر، جزا و سزا پر ایمان وغیرہ۔ دوسری طرف اس کا اظہار مقررہ عبادات کے مخصوص طریقوں پر بجالانے اور اخلاقی اوامر و نواہی کی تکمیل میں ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہم مذہب پر زیادہ غائر نظر ڈالیں اور ہماری نگاہ صرف اس مذہب تک محدود نہ ہو جس میں ہم پیدا ہوئے ہیں تو ہم کو ان اختلافات کا بھی شدت سے احساس ہوتا ہے، جو تاریخی مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان اشتراکات کا بھی جو ان اختلافات کے باوجود مختلف مذاہب میں موجود ہوتے ہیں۔ تو پھر یہ سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا عنصر ہے جو تمام مذاہب میں مشترک ہے اور جس کی بنا پر ہم مذہب کے اس مظہر کو، جہاں شخصی ذاتِ مطلق کا تصور بنیادی حیثیت رکھتا ہے (جیسے یہودیت، مسیحیت، و اسلام) اور

اس مظہر کو بھی جس کی اساس محض غیر شخصی حقیقت ہے اور جس کا صرف سلبی طور پر اظہار ممکن ہے (جیسے کہ بدھ مت)، مذہب کا نام دیتے ہیں۔

مذہب اودین، عام طور پر مترادف بولے اور سمجھے جاتے ہیں۔اسلامی نقطہ نظر سے مطالعہ ادیان سے مراد وہ علم ہے جس میں مذاہبِ عالم کے ہادیان، کتب و تعلیمات کا ہادیءِ اسلام حضور اکرم ﷺ، صحیفہِ ہدایت یعنی قرآنِ کریم اور تعلیماتِ اسلامی سے غیر متعصبانہ اور غیر جانبدارانہ موازنہ کیا جائے۔ نیز اسلام کی حقانیت کو دلائل سے ثابت کیا جائے اور حق و باطل کے درمیان خطِ امتیاز کھینچا جائے۔ اسلام کی عقلی و نقلی فضیلت ثابت کی جائے تاکہ نئی نسلیں اور پڑھے لکھے ذہن اس پر شعوری ایمان لائیں اور ان کی زندگی میں مطلوبہ تبدیلی واقع ہو۔

مغربی دانش وروں کے نزدیک اس سے مراد دنیا کے مختلف مشہور مذاہب و ادیان کا غیر جانبدارانہ مقابلہ ہے۔ یعنی ان کے اصول و عقائد اور عبادات اور رسوم کا غیر متعصبانہ مطالعہ ہے تاکہ ہر ایک کی قدر و قیمت اور ان کے مسائل کا حسن و قبح معلوم کیا جا سکے۔اگر کسی دین و مذہب میں کوئی خوبی ہے، تو اس کا کھلا اعتراف کیا جائے اور اگر کوئی نقص ہے تو اس کا مدلل رد کیا جائے۔

مستشرقین اور بعض مغربی محققین کا دعویٰ ہے کہ تقابل ادیان کا آغاز انہوں نے کیا اور اس علم کی اولیت کا سہرا انہی کے سر ہے لیکن یہ دعویٰ حقیقت کے خلاف ہے، البتہ اس میں شک نہیں کہ جب مغرب میں تحریک احیائے علوم کے نتیجہ میں پورے یورپ میں نشاۃِ ثانیہ کا آغاز ہوا اور سائنسی اور جدید علوم کی بدولت یورپی اقوام نے افریقی اور ایشیائی عوام پر غلبہ و تسلط حاصل کرنا چاہا تو انہوں نے مختلف مذاہب کا مطالعہ کیا۔ان کی کمزوریاں تلاش کیں۔ مختلف مذاہب کے پیروکاروں میں نفاق اور چپقلش پیدا کرنے کی کوشش کی۔

قرآنِ کریم میں مختلف باطل مذاہب اور غلط نظریات کا تذکرہ تفصیلاً ملتا ہے جیسے اہلِ کتاب میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین اور منافقین، جن کی تفصیل شاہ ولی اللہ نے الفوز الکبیر میں علمِ مخاصمہ کے عنوان کے تحت بڑی عمدگی سے کی ہے۔ یہ بحث بڑی فاضلانہ، پُر مغز اور فکر انگیز ہے۔ جس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ قرآنِ کریم اس علم پر اولین کتاب ہے، جس میں اس فن کی تمام خوبیاں موجود ہیں۔ ہر دور میں مسلم علماء نے مختلف مذاہب کا تقابلی جائزہ لیا ہے اور مفصل کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ابن حزم اندلسی، عبدالکریم شہرستانی، المقدیسی، ابن تیمیہ حرانی، اور ابوریحان البیرونی کی کتب نے عالم گیر شہرت حاصل کی۔ برصغیر کے علماء میں حضرت مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ دہلوی، مولانا رحمت اللہ کیرانوی، قاضی سید سلیمان منصورپوری، مولانا ثناء اللہ امرتسری، عبدالحق حقانی، سید ابوالاعلیٰ مودودی، مظہر الدین صدیقی، عماد الحسن فاروقی، اور ڈاکٹر ذاکر نائیک و دیگر متعدد مفسرین و محدثین شامل ہیں۔ پاکستان کی جامعات میں بی ایس، ایم اے اور ایم فل کی سطح پر مطالعہ ادیان، ایک اہم مضمون کی حیثیت رکھتا ہے۔ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد اور پنجاب یونیورسٹی میں ایم فل سطح پر مطالعہ ادیان کو تخصص کی سطح پڑھایا جاتا ہے۔

زیرِ نظر تحقیقی مقالہ میں مطالعہ ادیان کے بارے میں روایتی اسلامی فکر اور مغربی فکر کو زیرِ بحث لایا جائے گا۔

موضوع کا بنیادی سوال

ا۔ مطالعہ ادیان کے روایتی اسلامی منہاج اور مغربی فکر و فلسفہ میں کیا فرق ہے؟
۲۔ مطالعہ ادیان کے علم کے آغاز کے مغربی اہلِ علم کے دعویٰ میں کیا صداقت ہے؟
۳۔ مطالعہ ادیان میں مسلم علماء کے مناہجِ فکر کی خصوصیت کیا ہے؟

موضوع پر ہونے والا سابقہ تحقیقی کام

موضوع زیرِ بحث کے بارے میں ایم اے اور ایم فل کی سطح پر متعدد تحقیقی مقالات لکھے گئے ہیں۔ ذیل میں ادارہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی کے تحت لکھے گئے مقالات کی تفصیل موجود ہے۔

ا۔ ۲۰۰۱ء میں پی ایچ ڈی کی سطح پر غلام علی خان کے مقالے کا نام، ''برصغیر میں اسلام اور دیگر مذاہب کی فکری کشمکش 1800 تا قیام پاکستان ۔ تحقیقی مطالعہ''
۲۔ ۲۰۱۴ء میں پی ایچ ڈی کی سطح پر محمد خبیب نے ''اردو تفسیری ادب میں بائبل سے اخذ استدلال کی روایت'' کے عنوان سے مقالہ تحریر کیا۔
۳۔ یہود کا مطالعہ اسلام (بیسوی صدی) تجزیاتی مطالعہ، کے عنوان سے عائشہ رضوی نے ۲۰۱۶ء میں تحقیقی مقالہ تحریر کیا۔
۴۔ ۱۹۵۳ء میں پی ایچ ڈی کی سطح پر نثار احمد نے ''کتب سابقہ کی حیثیت از روئے قرآن حکیم'' کے عنوان سے مقالہ تحریر کیا۔
۵۔ ۲۰۰۵، میں اسما اسحاق نے ''البیرونی کی تقابل ادیان میں خدمات'' کے عنوان سے مقالہ تحریر کیا۔
۶۔ ۲۰۰۹ء میں سعدیہ تحسین نے ایم فل سطح پر ''ڈاکٹر ذاکر نائیک کا دعوتی منہج واثرات'' کے عنوان سے مقالہ تحریر کیا۔
۷۔ ''تفسیر ضیاالقرآن اور تفسیر حقانی میں یہودیت و عیسائیت'' کے عنوان سے ۲۰۱۱ء میں، شگفتہ نورین نے ایم فل کی سطح کا مقالہ قلم بند کیا۔
۸۔ ''رحمۃ للعالمین اور مطالعہ مذاہب عالم'' کے عنوان سے صبیحہ کا مقالہ سال ۲۰۱۳ء سیشن میں تحریر کیا گیا۔
۹۔ ''تفسیر معارف القرآن اور مطالعہ مذاہب عالم'' کے عنوان سے سال ۲۰۱۳ء میں انیشا عارف نے ایم فل کا مقالہ تحریر کیا۔
۱۰۔ ۱۹۸۵ء میں عبدالقیوم ظفر کا مقالہ ''علامہ شہرستانی کی تقابل ادیان میں خدمات'' کے عنوان سے منظر عام پر آیا۔

مطالعہ ادیان (مفہوم، آغاز، اصول، مسلم روایتی فکر)

مفہوم:

مطالعہ، مُفاعلہ کے وزن پر ہے۔ باب مُفاعلہ میں اشتراک کی صفت لازم آتی ہے۔ اس میں دو یا دو سے زیادہ فریقوں کا موازنہ یا مقابلہ شامل ہوتا ہے۔ ادیان کا لفظ دین کی جمع ہے۔ انگریزی زبان کا لفظ (Religion) ان دونوں کو حاوی خیال کیا جاتا ہے۔ مسلم دانش ور، مذہب کے بجائے دین کے لفظ کے استعمال کو ترجیح دیتے ہیں۔ اُن کے نزدیک دین اسلام اپنی وسعت کے اعتبار سے جامع نظام زندگی اور کامل ضابطہ حیات کا نام ہے۔

امام راغب اصفہانی نے دین کے معنی اطاعت اور جزا کے بتائے ہیں۔ جس کی تائید بخاری شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔

وَالدِّينُ: الجَزَاءُ فِي الخَيْرِ وَالشَّرِّ ([1]) گویا دین مکمل غلبہ، ضابطہ حیات، اطاعت و بندگی اور سزا و جزا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

علماء نے دین کی متعدد اصطلاحی تعریفیں کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

الدّين هو الشّرع الإلهي المُتلقّى عن طريق الوحيّ،[2]

(دین سے مراد وہ الوہی طریقہ ہے جو وحی کے طریق سے حاصل ہوا ہو)

مزید کہا گیا:

وهو ما وضعه الله مما يسوق إلى الحق في المعتقد، والخير في السلوك، مما يؤدي إلى خيري الدنيا والآخرة[3]،

(اس سے مراد وہ طریقہ ہے جو اعتقادات میں حق کی طرف، سلوک میں خیر کی طرف، یعنی دنیا و آخرت کی خیر کی طرف لے جائے،)

ایک تعریف یہ کی گئی ہے:

وهو القيام بطاعة الله ورسوله ويتمثل بالتقوى والبر والخلق الحسن[4]

(یہ اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کا طریقہ ہے جو تقویٰ اور نیکی اور حسنِ خلق سے عبارت ہے)

مذکور تعریفوں سے واضح ہوتا ہے کہ دین گویا زبان سے اعتراف کرنے، دل سے اعتقاد کرنے اور اعمال سے اطاعتِ خدا و رسول ﷺ ظاہر کرنے کا نام ہے۔

قرآنِ کریم نے مذہب کی بجائے دین کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا:

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ([5]) (بے شک اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہی ہے)

سورۃ المائدہ میں ارشادِ ربانی ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ--- الخ ([6])

(آج میں تمہارا دین تمہیں پورا دے چکا اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کی)

مزید ارشاد ہوا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (٩: الصف ٦١)

(وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے، اگرچہ مشرکین کو کتنا ہی ناگوار گزرے)

مذہب Religion، لفظ کا موجودہ استعمال، ۱۶ویں، ۱۷ویں صدی میں مروج ہوا۔ مذہبی کتب جیسے قرآن، بائبل وغیرہ میں یہ لفظ ان معنوں میں استعمال نہیں ہوا ہے۔ یہ ایک جدید مغربی اصطلاح و تصور ہے، اکثر تہذیبوں میں اس کے متوازی و مترادف اصطلاح موجود نہیں ہے۔

اس کی چند تعریفیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

"respect for what is sacred, reverence for the gods",[7]

ایڈورڈ برنیٹ ٹیلر Edward Burnett Taylor نے اسے "روحانی وجود پر ایمان" **"the belief in spiritual beings"**[8] قرار دیا ہے۔

اپنی کتاب The Varieties of Religious Experience میں مشہور ماہرِ نفسیات ولیمز جیمز نے اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "The feelings, acts, and experiences of individual men in their solitude, so far as they apprehend themselves to stand in relation to whatever they may consider the divine". By the term divine James meant "any object that is god*like*, whether it be a concrete deity or not"[9]
>
> (خلوت میں انسانوں کے احساسات، اعمال اور تجربات، جو مقدس ہستی کے ساتھ تعلق کے سلسلے میں انہیں سمجھ میں آتے ہیں۔ مقدس کی تعریف، جیمز، کی نظر میں، ہر وہ چیز ہے جو خدا کی طرح ہو، چاہے وہ ایک مجسم دیوتا ہو یا نہ ہو۔]

مشہور ماہرِ سماجیات Émile Durkheim نے اپنی کتاب *The Elementary Forms of the Religious Life*, میں مذہب کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "Unified system of beliefs and practices relative to sacred things".[10]
>
> (مذہب، مقدس چیزوں سے متعلق ایمان و اعمال کا ایک مجموعی نظام ہے۔)

دنیا کے اہم مذاہب

دنیا کے چند اہم مذاہب کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

دنیا بھر میں تقریباً 10،000 مختلف مذاہب ہیں،[11] لیکن دنیا کی ۸۴ فی صد آبادی تقریباً پانچ بڑے مذاہب، یعنی عیسائیت، اسلام، ہندو، بدھ مت یا لوک مذاہب کے ساتھ منسلک ہے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے آپ کو کسی مذہبی شناخت کے ساتھ متعارف نہیں کراتے۔[12]

ابراہیمی مذاہب میں اسلام، یہودیت، سامریت، مسیحیت، مندائیت، بابیت، بہائیت، وغیرہ جب کہ مشرقی ایشیائی مذاہب میں تاؤمت، کنفیوشس مت، اور چینی لوک مذاہب شامل ہیں۔ مختصر تعارف حسب ذیل ہے:

یہودیت

یہودیت کا دعویٰ ہے کہ یہ دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے۔ قدیم اسرائیلی، پہلے یہودی بنے۔ تورات، بنیادی مذہبی، اور عبرانی بائبل کے مجموعی لٹریچر کی سب سے بڑی اور اہم کتاب ہے۔ یہودیت، وسیع نوعیت کے متنوع مذہبی ادب، مخصوص عقائد واعمال، نظریاتی افکار اور تنظیمی ڈھانچوں پر مشتمل ہے۔ مذہب کی بنیادی تعلیم کے مطابق، خدائی احکام وہدایات، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ سیناء پر زبانی و تحریری، دونوں صورتوں میں دی گئیں۔ یروشلم میں یہودی معابد کی تباہی کے بعد، یہ قوم دنیا بھر میں منتشر ہو گئی۔ آج دنیا میں تقریباً ۱۳ کروڑ یہودی موجود ہیں، جن میں سے ۴۰ فی صد اسرائیل، ۴۰ فی صد امریکہ اور باقی، دیگر دنیا میں بستے ہیں۔ ان میں آرتھوڈوکس، کنزرویٹیو، ماڈرن اور ریفورمسٹ موجود ہیں۔

عیسائیت

عیسائیت کے مذہبی راہ نماوں کی نظر میں، مذہبِ عیسائیت، ناصرہ کے یسوع مسیح تعلیمات پر مشتمل ہے، جو عہد نامہ جدید میں جمع کر دی گئی ہیں۔ مسیح علیہ السلام کو نجات دہندہ، خدا کا بیٹا، اور مصلوب ماننا، اس مذہب کی بنیاد ہے۔ تقریباً تمام ہی عیسائی، تثلیث پر ایمان رکھتے ہیں، جو کہ عیسائی عقیدہ کے مطابق باپ، بیٹے (یسوع مسیح)، اور روح القدس کے مجموعے کو ظاہر کرتی ہے۔ اکثر عیسائی اپنا عقیدہ وہی بتاتے ہیں جو ۳۲۵ء میں نیقیاء کی کونسل نے عیسائیوں کے لیے مقرر کر دیا تھا۔ مشرقی یورپ کی بازنطینی سلطنت اور یورپی نوآبادیاتی حکومتوں کی مذہبی پالیسیوں اور حکمتِ عملی کی وجہ سے مسیحیت پوری دنیا میں پھیلی۔ عیسائیت کی داخلی مذہبی تقسیم کا جائزہ لیا جائے تو حسب ذیل صورتِ حال سامنے آتی ہے۔

۱۔ کیتھولک چرچ، جس کی قیادت، پاپائے روم اور ان کے تحت دیا بھر میں موجود دیگر بشپس کرتے ہیں۔

۲۔ مشرقی اور تھوڈوکس چرچ، جو مشرقی قدامت پسند چرچوں کے مجموعے کی علامت ہے۔

۳۔ پروٹسٹنٹ مسیحیت، جو سولہویں صدی میں کیتھولک چرچ سے اصلاحی تحریک کے بعد الگ ہوئے، اور ہزاروں چھوٹی تقسیمات کا شکار ہوئے۔ ان کے اہم فرقوں میں **Anglicanism** ، **Baptists**، **Calvinism**، **Lutheranism**، اور **Methodism** شامل ہیں۔

دینِ اسلام

دینِ اسلام کی بنیادی مذہبی کتاب کا نام "قرآن" ہے، جس کے بارے میں مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل فرشتہ کے ذریعے نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور

آپ کا اسوہ و طریقہ، قرآن کے ساتھ مل کر دوسری اہم بنیاد بنتا ہے۔ اہلِ اسلام کا دعویٰ ہے کہ تمام ادیان اور پیغمبر، اللہ کی طرف سے مبعوث کیے گئے تھے۔ یہی وجہ ہے یہ سابقہ تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں، جنہیں یہودی و عیسائی مذہب میں الگ الگ بانیانِ مذہب تسلیم کیا جاتا ہے۔ جنوبی ایشیاء، جنوب مشرقی ایشیاء، شمالی افریقہ، مشرقی ایشیاء مسلم اکثریتی آبادی کے علاقے ہیں۔ مسلمان، دو بڑے فرقوں سنی اور شیعہ میں تقسیم ہیں۔ مجموعی طور پر تقریباً ۷۵ فی صد آبادی سنی، جب کہ تقریباً ۱۵ فی صد آبادی شیعہ پر مشتمل ہے۔

سنی مسلمان، قرآنِ حکیم کے بعد پیغمبر علیہ السلام کی سنتِ متواترہ، جو کہ صحابہ کرام اور ان کے شاگردوں کے ذریعے منتقل ہوئی، پر ایمان رکھتے ہیں۔ جب کہ شیعہ مسلمان، پیغمبر علیہ السلام کی اولاد میں سے مخصوص بزرگوں کی تعلیمات سے اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ اسلام سے الگ ہو جانے والے فرقوں میں اسماعیلیہ کے علاوہ اہم فرقہ احمدیت یا قادیانت اور بہایت ہے، جن کے پیروکار پاکستان و ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔

مشرقی ایشیائی یا چینی مذاہب

ان مذاہب میں تاوازم، کنفیوشس ازم اور شنٹوازم کے علاوہ متعدد کوریائی، جاپانی، ویت نامی اور چینی مذاہب شامل ہیں۔ ان میں سے کئی مذاہب میں بدھ ازم کے افکار و رسوم میں شامل کیے گئے ہیں۔ ان مذاہب میں آسمانی یا ماورائی عقائد و نظریات کے بجائے اخلاقی تعلیمات اور موسمی و علاقائی رسوم و تہواروں کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔

ہندی مذاہب

ہندی مذاہب سے مراد وہ مذاہب ہیں، جن کا آغاز ہند میں ہوا یا جن کے پیروکار اس خطے میں موجود ہیں۔ انہیں دھرمیائی مذاہب کا نام بھی دیا جاتا ہے کہ ان سب میں دھرما کا تصور، یعنی حقائق و فرائض کو مذہبی احکام کی روشنی میں سرانجام دینا، کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ سب سے نمایاں مذہب ہندوازم ہے، جو دراصل متعدد و متنوع مذاہب و عقائد کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ کرما، جنان، بھگتی، ذات پات، تناسخِ ارواح، بُت پرستی، اور جنتر منتر ان کے مشترک عوامل و عناصر ہیں۔ ایک دعوے کے مطابق یہ موجودہ مذاہب میں سے قدیم ترین ہے۔ ہندومت، توحیدی مذہب نہیں ہے۔ قدیم زمانے سے اس کے پیروکار، اسے سناتن دھرم کے نام سے پکارتے آرہے ہیں۔

دوسرا قدیم مذہب، جین مت ہے، جسے ابتدا میں رِشا بھانتا نے سکھایا اور جس کے اہم اصول اس پوری کائنات کے لیے عدم تشدد، سچائی، اور ہمہ جہتی حقیقت **Anekāntavāda** ہیں۔ یہ اصول نجات کے ضامن ہیں، اور انسان کو موت و حیات کے چکر سے نجات دلا کر ابدی نجات دلاتے ہیں۔ جینی زیادہ تر ہندوستان میں رہتے ہیں۔

چھٹی صدی عیسوی میں، گوتم بُدھ نے بدھ مت کو دنیا سے متعارف کروایا۔ سب سے اہم تعلیم، نِروان کا حصول ہے، جس کے لیے اپنے آپ کو دنیا کے دکھوں سے گذارنا پڑتا ہے۔ ہنایانہ اور مہایانہ، دو اہم فرقے ہیں۔ ہنایانہ، زیادہ تر سری لنکا اور انڈیا میں جب کہ

چین، ویت نام، کوریا، برما، تھائی لینڈ اور تبت وغیرہ میں مہایانہ عقائد پر عمل ہوتا ہے۔ بیسویں صدی میں ہاوہاو اور ناوایانہ، فرقے بھی ظاہر ہوئے ہیں۔

پندرھویں صدی میں پنجاب میں ایک اور وحدت الوجودی مذہب سکھ مت کا آغاز ہوا، جو پنجاب ہی کے ایک بزرگ گرونانک اور اس کے پیش رو گروؤں اور بعض مسلمان بزرگوں کی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ یہ دنیا کا پانچواں بڑا منظّم مذہب ہے، جس کے ماننے والے، تین کروڑ سے زائد ہیں۔ ایک ہی خدا، واہا گرو، بنیادی تعلیم و فلسفہ ہے۔ کڑا، کرپان، کنگھی، وغیرہ ان کی علامات ہیں۔

چھٹی صدی عیسوی ہی کا ایک اور مذہب، جسے ایرانی مذہب کہا جاتا ہے، وہ ہے زرتشت ازم۔ جو زرتشت کی تعلیمات پر مشتمل ہے، جس میں نیکی اور بدی کے الگ الگ خدا کے تصورات موجود ہیں۔ اس مذہب کے ماننے والے قلیل تعداد میں ایران میں موجود ہیں۔

ان کے علاوہ، کثیر تعداد میں چھوٹے مذاہب موجود ہیں، جن کے مخصوص افکار و نظریات، ان کے پیروکاروں کے لیے تسلی و تشفی کا باعث ہیں۔

مذاہب کے تقابل و مطالعہ کے لیے، مطالعہ ادیان و مذاہب، اور تقابلِ ادیان و مذاہب، دونوں اصطلاحات مروج و معروف ہیں۔

تقابلِ ادیان و مذاہب اور اس کے اصول و مناہج

مذہب ہمیشہ سے انسان کے مطالعے کا موضوع رہا ہے۔ مختلف خطہ ہائے ارض سے تعلق رکھنے والے مفکرین نے مذہب کی حقیقت، نوعیت، ضرورت و اہمیت اور اس کے مبداء کے حوالے سے متفرق اور متعدد نظریات پیش کئے ہیں۔ اس ضمن میں اہلِ مشرق نے بالعموم مذہبی روایات پر اکتفاء کیا ہے جب کہ اہل مغرب نے مذہب کا مطالعہ اپنے مخصوص فکری تناظر اور فلسفیانہ طریقِ تحقیق کے ساتھ کیا ہے۔

تقابلِ ادیان، مطالعہ ادیان کی وہ شاخ ہے، جس میں ادیانِ عالم کے عقائد و اعمال کا منظّم موازنہ کیا جاتا ہے۔ اس علم کے مطالعے سے کسی بھی مذہب کے بنیادی نظریے کا گہرا فہم حاصل ہوتا ہے، جیسے اس کا نظامِ اخلاق، نظامِ مابعد الطبیعات، اور دائمی نجات کی نوعیت اور طریقِ کار وغیرہ۔

تقابل ادیان کا اسلامی نقطہ نظر سے سادہ مفہوم یہ ہے کہ اس سے مراد وہ علم ہے جس میں مذاہب عالم کے ہادیان، کتب و تعلیمات کا ہادیِ اسلام حضور اکرم ﷺ، صحیفہ ہدایت یعنی قرآنِ کریم اور تعلیماتِ اسلامی سے غیر متعصبانہ اور غیر جانبدارانہ موازنہ کیا جائے۔ نیز اسلام کی حقانیت کو دلائل سے ثابت کرنا اور حق و باطل کے درمیان خطِ امتیاز کھینچنا۔

پھر اس سے مراد دنیا کے مختلف مشہور مذاہب و ادیان کا غیر جانبدارانہ مقابلہ، ان کے اصول و عقائد اور عبادات و رسوم کا غیر متعصبانہ مطالعہ ہے، تاکہ ہر ایک کی قدر و قیمت اور ان کے مسائل کا حسن و قبح معلوم کیا جا سکے۔ اگر کسی دین و مذہب میں کوئی خوبی ہے تو اس کا کھلا اعتراف کیا جا سکے اور اگر کوئی نقص ہے تو اس کا مدلل رد کیا جائے۔ اسلام کی عقلی و نقلی فضیلت دلائل سے ثابت کی جائے تاکہ نئی نسلیں اور پڑھے لکھے ذہن اس پر شعوری ایمان لائیں اور ان کی زندگی میں مطلوبہ تبدیلی واقع ہو۔

ایک مشہور عربی کہاوت ہے: العلم علمان: علم الادیان و علم الابدان، یعنی حقیقتاً علم دو ہی ہیں: ادیان و مذاہب کا علم، اور صحت واجسام کا علم۔

علم مطالعہ ادیان کا آغاز اور مستشرقین کا دعویٰ

مستشرقین اور بعض مغربی محققین کا دعویٰ ہے کہ تقابل ادیان کا آغاز انہوں نے کیا اور اس علم کی اولیت کا سہرا انہی کے سر ہے لیکن یہ دعویٰ حقیقت کے خلاف ہے البتہ اس میں شک نہیں کہ جب مغرب میں تحریک احیائے علوم کے نتیجہ میں پورے یورپ میں نشاۃِ ثانیہ کا آغاز ہوا اور سائنسی اور جدید علوم کی بدولت یورپی اقوام نے افریقی اور ایشیائی عوام پر غلبہ و تسلط حاصل کرنا چاہا تو انہوں نے مختلف مذاہب کا مطالعہ کیا۔ ان کی کمزوریاں تلاش کیں، مختلف پیروکاروں میں نفاق اور چپقلش پیدا کی۔ ان کے سامنے **Divide and rule** کا اُصول کارفرما تھا۔ ان کے پیش نظر تلاشِ حق اور جستجو کا جذبہ نہ تھا بلکہ استحصال اور سامراجی مقاصد کا حصول تھا۔

باقاعدہ آغاز

مُسلم اہلِ دانش کا دعویٰ ہے کہ تقابلِ ادیان کا باقاعدہ آغاز قرآنِ کریم سے ہوتا ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس میں مذاہب عالم اور ان کے عقائد بیان کئے گیے ہیں۔ نیز تقابل ادیان کے اصول، اسلوب اور طریقہ کار واضح طور پر ملتا ہے۔

قرآنِ کریم میں مختلف باطل مذاہب اور غلط نظریات کا تذکرہ تفصیلاً ملتا ہے جیسے اہلِ کتاب میں سے یہود و نصاریٰ، مشرکین اور منافقین، جن کی تفصیل شاہ ولی اللہ نے الفوز الکبیر میں علمِ مخاصمہ کے عنوان کے تحت بڑی عمدگی سے کی ہے۔ یہ بحث بڑی فاضلانہ، پُر مغز اور فکر انگیز ہے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ قرآنِ کریم، اس علم پر اولین کتاب ہے جس میں اس فن کی تمام خوبیاں موجود ہیں۔

تقابل ادیان کے اصول

مولانا مودودی "الجہاد فی الاسلام" میں لکھتے ہیں۔

> "ادیان کا مقابلہ درحقیقت ایک مشکل کام ہے۔ انسان جس عقیدے پر ایمان رکھتا ہو اس کے مخالف عقائد و آراء کے ساتھ بہت کم انصاف کرتا ہے۔ یہ کمزوری انسانی طبائع میں بہت عام ہے مگر خصوصیت کے ساتھ مذہبی گروہ میں تو اس نے تعصب اور تنگ نظری کی بدترین شکل اختیار کر لی ہے۔ ایک مذہب کے پیروکار جب دوسرے مذہب پر تنقید کرتے ہیں تو ہمیشہ تاریک پہلو ہی تلاش کرتے ہیں۔ روشن پہلو یا تو دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے یا دیدہ دانستہ نظر انداز کر دیتے ہیں۔ مذہبی تنقید سے مدعا تلاشِ حق نہیں ہوتا بلکہ محض اس رائے کو جسے وہ تحقیق سے پہلے اختیار کر چکے ہوتے ہیں، درست ثابت کرنا ہوتا ہے۔ اس طریقہ سے تمام فوائد زائل ہو جاتے ہیں۔ اور خود مذہب کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا، جس کی تائید میں گمراہ کن طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ یہ فریب اور بددیانتی ہے کہ کسی مذہب کا مطالعہ صرف اس نظر سے کیا جائے کہ ان کی خوبیوں پر پردہ ڈالنا ہو اور ان کی برائیوں کو تلاش کرنا۔"[13]

تقابل ادیان کے چند اصول درج ذیل ہیں۔

1۔ تعلیمات کو کلیۃً رد نہ کرنا

ایک مذہب کی تعلیم کو صحیح ثابت کرنے کی لئے ضروری نہیں کہ دوسرے مذاہب کی تعلیمات کو کلیۃ غلط ثابت کر دیا جائے اور پھر اسے رد کر دیا جائے۔

2۔ حق ایک حقیقت ہے

یہ ضروری نہیں کہ ایک مذہب میں حق و صداقت کے موجود ہونے سے دوسرے مذاہب میں اس کی نفی ثابت ہو۔ حق ایک کلی حقیقت ہے جس کے افراد خواہ کہیں بھی ہوں بہر حال اسی ایک حقیقت کے علمبر دار ہیں۔ حال و مقام کے بدلنے سے ان کی حقیقت و اصلیت نہیں بدلتی۔

3۔ حق کو اپنے مذہب کے ساتھ وابستہ کر لینا

جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حق اس کے مذہب کے سوا اور کہیں موجود نہیں تو وہ دوسرے مذاہب پر ہی نہیں بلکہ حق پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حق و صداقت کی روشنی کم و بیش سب جگہ موجود ہے البتہ جب ارباب تحقیق کسی ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح دیتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کی نگاہ میں وہ مذہب تجلیاتِ حقیقت کا مظہر اتم ہوتا ہے۔ پس تقابل ادیان کے کسی متعلّم کو کبھی یہ پیشگی فیصلہ کر کے نہ بیٹھ جانا چاہئے کہ اس کے مرغوب مذہب کے سوا تمام مذاہب حق کی روشنی سے خالی ہیں۔ بلکہ اسے سمجھنا چاہئے کہ اس کے سامنے حق اور باطل دونوں ملے جلے آئیں گے اور اس کا کام یہ ہوگا کہ اپنی عقل اور قوتِ تمیز سے کام لے کے حق کو حق اور باطل کو باطل دیکھے اور ایک دوسرے سے مختلط یہ ہونے دے۔[14]

4۔ مذہبی تحقیقات کا اہتمام

مذہبی تحقیقات میں اس امر کا خاص اہتمام کرنا چاہئے کہ کسی مذہب کے متعصب مخالفین کی تصانیف کا مطالعہ کرنے سے پرہیز کیا جائے۔ کیونکہ اس طرح زیرِ تحقیق مذہب کے اصلی چہرے کو دیکھنے سے پہلے اس کی آنکھوں پر ایک خاص رنگ کی عینک چڑھ جاتی ہے۔ جس سے وہ مذہب کو اس کے اصلی رنگ میں نہیں دیکھ سکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ مذاہب کے مآخذ اصلیہ کا مطالعہ کیا جائے اور ان کو پڑھ کر خود اپنی عقل سے فیصلہ کیا جائے کہ وہ مذہب کہاں تک صحیح اور کہاں تک غلط ہے۔[15]

5۔ بانی مذہب کا احترام

تمام انبیاءؑ پر ایمان لانا ضروری ہے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ڭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ [16]

(مان لیا رسول نے جو کچھ اتارا گیا اس کی طرف اس کے رب کی جانب سے اور مسلمانوں نے۔ یہ سب ایمان لائے اللہ پر ،اس کے فرشتوں پر ،اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ (نیز کہتے ہیں) ہم خدا کے رسولوں میں کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں ہم نے مانا اور اطاعت کی۔ اے پروردگار ! ہم تیری مغفرت کے طلبگار ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے)

کوئی بھی مذہب چاہے وہ سامی ہو یا غیر سامی کے بانیان کو برا بھلا نہ کہا جائے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭكَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔۱۰۸

(اور اللہ کے سوا یہ جن کو پکارتے ہیں ،ان کو گالی نہ دیجیو کہ وہ تجاوز کر کے بیخبر انہ اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔ اسی طرح ہم نے ہر گروہ کی نگاہوں میں اس کا عمل کھبا رکھا ہے۔ پھر ان کے رب ہی کی طرف ،ان سب کا پلٹنا ہے تو وہ انہیں اس سے آگاہ کرے گا ،جو وہ کرتے رہے ہیں)

6۔ ہر نبی ایک قوم ایک خاص علاقے کی طرف

ہر نبی مخصوص قوم و محدود علاقہ کی ہدایت و اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہے۔

ولقد ارسلنا نوحا الی قومه [17]

(اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کے بھیجا)

ورسولا الی بنی اسرائیل [18]

(اور اس کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا)

والی عاد اخاهم هودا [19]

(اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا)

والی مدین اخاهم شعیبا[20]

(اور اہل مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا)

7۔ بعثتِ پیغمبر کے وقت ادیان فساد کا شکار تھے

ظهر الفساد فی البر و البحر[21]

(خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کی اپنے ہاتھوں کی کمائی سے)

وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ 22

(اور ہم نے آپ پر کتاب صرف اس لیے اتاری ہے تاکہ آپ ان پر اچھی طرح اس چیز کو واضح کر دیں جس میں وہ مختلف ہو گئے اور یہ کتاب سراپا ہدایت و رحمت ہے، ان لوگوں کے لیے جو اس پر ایمان لائے)

8۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا[23]

(آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔)

مطالعہ ادیان کی ضرورت و اہمیت

اس علم کی بدولت تقابل ادیان کا طالب علم مختلف مذاہب کا بغور مطالعہ کر کے ان کے اسرار و رموز سے واقف ہوتا ہے۔ یہ انسان میں تلاش و جستجو کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ اس جذبے کی تسکین اور اصل حقیقت تک رسائی مختلف ادیان کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس کی اہمیت و افادیت مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ وسعتِ مطالعہ

تقابل ادیان سے ہمارے مطالعے میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اس میں مختلف مذاہب کے عقائد، کتابوں اور شخصیات کا موازنہ کیا جاتا ہے۔ دلائل اور براہین سے اسلام کی عظمت اور عالمگیریت کو ثابت کیا جاتا ہے۔ مختلف مذاہب پر لکھی جانے والی کتب کو پڑھنے کا موقع مل جاتا ہے۔

2۔ حق و باطل میں تمیز

یہ علم انسان میں حق و باطل کے درمیان فرق و امتیاز کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ اس علم کی بدولت دلائل کی روشنی میں حق بات تک پہنچنے کا موقعہ ملتا ہے۔ قبولِ حق کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ اس علم کی بدولت دلائل کی روشنی میں حق بات تک پہنچنے کا موقعہ ملتا ہے۔ قبول حق کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور باطل کو دلائل کے ذریعے رد کر سکتا ہے۔

3۔ عقیدے کی پختگی

تقابل ادیان کی بدولت ایک مسلمان جب دیگر ادیان کا بنظرِ عام مطالعہ کرتا ہے تو عقیدے میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ اکثر اقوام نے عقائد کے معاملے میں ٹھوکر کھائی ہے اس وجہ سے عمل کرنے آسانی ہوتی ہے کیونکہ عقائد پر پختہ ایمان ہوتا ہے اور جس چیز کو وہ صحیح سمجھتا ہے اس پر شرح صدر کے ساتھ عمل کرتا ہے۔

4۔ استدلال میں اضافہ

یہ علم نہ صرف دینی معلومات میں اضافہ کرتا ہے بلکہ علم و استدلال کی نئی نئی راہیں کھولتا ہے۔ ہر مذہب کا اپنا فلسفہ اور عقائد ہوتے ہیں اس کے مطالعہ سے درست اور غلط، خوب اور خوب تر کا فرق واضح ہو جاتا ہے۔

5۔ اعلیٰ اخلاق و کردار

ادیان عالم کے مطالعے کی وجہ سے اعلیٰ اخلاق و کردار پیدا ہوتے ہیں۔ اسلام میں شخصی کردار کی بڑی اہمیت ہے۔ سابقہ اقوام و ملل کے انجام سے عبرت حاصل کرتے ہوئے وہ ان اخلاقی برائیوں اور کمزوریوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ قومیں تباہ و برباد ہوئیں۔

6۔ تعصب کا خاتمہ

اسلام سے قبل اکثر مذاہب تعصب کا شکار تھے۔ وہ تعصب خواہ لسانی ہو، نسلی ہو یا علاقائی۔ اسلام نے ان تعصّبات کا خاتمہ کر دیا ہے۔ تقابل ادیان کا طالب علم ہر قسم کے تعصب کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے اور حق کو قبول کرنے میں پس و پیش نہیں کرتا۔

7۔ ثقافتی و تمدنی مطالعہ

مذہب کا انسانی زندگی سے گہرا تعلق ہے اور اس کا اظہار مختلف عقیدوں، مخصوص اعمال، رسومات، فنون لطیفہ کے مظاہر، مخصوص قوانین اخلاقی ضابطوں، مخصوص رویوں، حرکات و سکنات اور دیگر صورتوں میں ہوتا ہے۔ اسطرح مطالعہ مذاہب سے اس عہد کے انسان کی ذہنی، علمی، ثقافتی، تہذیبی اور فکری صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔

8۔ موعظت و عبرت

مطالعہ ادیان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جن اقوام نے نیکی اور بھلائی کی راہ اختیار کی انہوں نے فلاح و سعادت پائی اور جو قومیں ظلم و عدوان، بغاوت و سرکشی کرتے ہوئے شیطان کے راستے پر چلیں، وہ اپنی مادی قوت اور اقتصادی خوشحالی کے باوجود تباہی اور ہلاکت سے دوچار ہوئیں۔

فانظروا کیف کان عاقبة المکذ بین۔

فاخذهم عذاب یوم الظللة

9۔ بلند فکری

تقابل ادیان کا مطالعہ اس لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ اس علم کی بدولت انسان اپنی سوچوں کے محدود دائرے سے نکل کر آفاقی عالم کی ہواخوری کرتا ہے۔ اخلاقی بلندی کے ساتھ ساتھ اکثریت کی بھلائی کے لئے کام کرتا اور اسلام کی تعلیمات تو سراسر تفکر و تدبر کے ذریعے مطالعہ کائنات کی دعوت دیتی ہیں۔

10۔ تلاشِ حقیقت اور طمانیت

تقابل ادیان کی بدولت انسان تمام طرح کی کوششوں اور کاوشوں کو اصل حقائق کی تلاش میں صرف کرتا ہے۔ ادیان کے گہرے مطالعے سے وہ کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کرتا ہے جب وہ کسی نتیجے پر پہنچتا ہے تو اسے قلبی سکون اور طمانیت محسوس ہوتی ہے

کیونکہ تلاشِ حقیقت کا جذبہ فطری طور پر انسان میں ودیعت کیا گیا ہے۔ اس جذبے کی تسکین کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور حق و باطل کے درمیان خطِ امتیاز کھینچ کر اصل حقیقت تک پہنچتا ہے، جس سے اس کے فطری جذبے کی تسکین ہوتی ہے۔

مطالعہ ادیان کے مناہج اور مسلمان علماء

مسلمان علما, کا ایک گروہ مطالعہ مذاہب عالم کی مشروعیت کا قائل نہیں ہے۔ ان کی فکر کا خلاصہ یہ ہے کہ مطالعہ مذاہبِ عالم، تقابلی یا موازناتی مقصد کے لیے نہیں ہوگا بلکہ اعدائے اسلام کے افکار کی تردید انہی کی کتابوں سے کی جائے گی۔ ان کی کتابوں سے اسلام سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔ اُن کی نظر میں علماء کا اسلوب ردِّ باطل ہونا چاہیے نہ کہ تقابلی مطالعہ۔

لیکن قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ میں ہمیں اس بارے میں واضح دلائل اور ثبوت ملتے ہیں جن کے ذریعے ہم ایک طرف ان کے مذاہب کی موجودہ تعلیمات میں موجود خامیوں اور ان کی کتابوں کے اندر تحریفات کو انہی کی مذہبی تعلیمات اور انہی کی کتابوں سے ثابت کر سکتے ہیں۔ قرآنِ مجید اور احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں ان مذاہب کی خرابیوں اور تحریفات کا رد کر سکتے ہیں۔ دوسری طرف دینِ اسلام کی وحدانیت اور حقیقت کو نہ صرف قرآن و حدیث سے واضح کر سکتے ہیں بلکہ خود ان ادیان کی تعلیمات اور کتابوں سے بھی اسلام کی برتری کو مدلل انداز میں ثابت کر سکتے ہیں۔

قرآن مجید کا اسلوب بھی یہ کہ اس میں یہود و نصاریٰ کی اپنی کتابوں سے دین اسلام اور پیغمبر اسلام کی صداقت کو ثابت کر کے دکھایا گیا ہے۔ عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہ و خلفائے راشدین میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں۔ بعد میں مسلم علماء، مفکرین، مصلحین اور مجددین بھی انہی اصولوں پر عمل پیرا رہے ہیں۔

مطالعہ ادیان کے مناہج اور اصول وضوابط (مغربی فکر کی روشنی میں)

جدید فکرِ مغرب

مغرب کی جدید فکر کا آغاز انیسویں صدی سے ہوتا ہے جب مغرب نے سائنس اور طاقت کی بنیاد پر غلبہ حاصل کیا۔ یہ دور قریباً 1950ء تک پھیلا ہوا ہے اور اس کے بعد مابعد جدیدیت Post Modernism کا دور شروع ہو جاتا ہے لیکن مابعد جدیدیت کو عوامی سطح پر ابھی زیادہ شہرت حاصل نہیں ہو پائی۔ اس لئے ہم اسے جدیدیت Modern Age ہی میں شمار کرتے ہیں۔ جدیدیت کی سب سے بڑی اور ممتاز خصوصیت مغربی انسان کے قدیم تصور انسان اور تصور کائنات World View میں بہت بڑی تبدیلی کا واقع ہو جانا ہے۔ ماقبل جدید مغربی فکر میں، جیسا کے اوپر بیان ہوا، مغربی انسان مذہبی تھا یعنی وہ کائنات کی ہر شے کی توجیہ خدا کے وجود سے کرتا تھا لیکن جدید فکر کے مطابق انسان قائم بالغیر نہیں بلکہ قائم بالذات وجود Self-Determinant Being ہے، یعنی انسان خود اپنا خدا ہے۔ اسے ہیومنزم Humanism کا فلسفہ کہا جاتا ہے۔[24]

اس جدید مغربی فکر کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر طرح کی مابعد طبیعات ناممکن ہے یعنی نہ تو کوئی خدا وجود رکھتا ہے، نہ جنت اور جہنم اور نہ جنات وملائک وغیرہ گویا جدید مغربی فکر نے ایمان بالغیب کا کلی طور پر انکار کر دیا ہے۔

ایمان بالغیب کا انکار کرنے کے بعد چونکہ انسانی زندگی میں ایک عظیم خلا پیدا ہو جاتا ہے اسی لئے اس خلا کو پر کرنے کیلئے مغرب میں مختلف تھیوریز اور فلسفے متعارف کروائے گئے ہیں تاکہ انسانی زندگی میں توازن پیدا کیا جا سکے اور معاشرے کو طوائف الملوکی کی کیفیت سے بچایا جا سکے۔ ان فلسفوں میں اہم ترین فلسفے ہیومنزمHumanism، سیکولرازمSecularism، لبرل ازمLiberalism، مارکسزمMarxism، سوشل ازمSocialismاور دیگر "ازمism" شامل ہیں۔

تقابلِ ادیان کا مغربی منہج:

اہل مغرب میں مطالعہ مذاہب کے مناہج بنیادی طور پر دو ہیں: مذاہبِ عالم کا مطالعہ قدیم مغربی فکر کی روشنی میں اور دوسرا جدید مغربی فکر کی روشنی میں۔

قدیم وجدید مغربی افکار میں بنیادی فرق یہ ہے کہ قدیم مغرب وحی کی حجیت کا قائل تھا، اس کا ورلڈ ویو یعنی تصور حیات وکائنات اہلِ مشرق کے ورلڈ ویو ہی سا تھا لیکن انیسویں صدی عیسوی میں مغرب کا ورلڈ ویو مکمل طور پر بدل کر الحادی بنیادوں پر استوار ہوا، مابعد الطبیعات کا انکار کر دیا گیا اور مذہب کی اہمیت کو تقریباً ختم کر دیا گیا، جس کے نتیجے میں متعدد تھیوریز آف ریلیجن منظر عام پر آئیں۔ ذیل میں مذکور مناہج، تھیوریز اور مطالعہ ادیان کے مغربی اصول وضوابط کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

مذاہب عالم کے مقدس متون کا مطالعہ

اس منہج میں ادیان عالم کے مقدس مذہبی متون اور بنیادی کتب کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ کسی بھی مذہب کی تعلیمات کو جاننے کا سب سے پہلا ذریعہ اس مذہب کے مقدس دستاویزات ہوا کرتے ہیں جن سے اس مذہب کی معلومات براہ راست طور پر اخذ کی جاتی ہے۔ متون مذاہب کے مطالعے سے بہت سے من گھڑت مذاہب کی حقیقت آشکار ہو چکی ہے، مثلاً ہندومت اور عیسائیت وغیرہ کی کتب میں واضح طور پر داخلی تضاد پایا گیا ہے۔ دیگر مذاہب کا حال بھی ان سے مختلف نہیں۔ اس ضمن میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ اسلام کے علاوہ کسی بھی مذہب کے مذہبی دستاویزات کی نہ تو کوئی سند ہے اور نہ کوئی روایت محفوظ ہے۔ اسلام اس لحاظ سے بقیہ تمام مذاہب پر فائق ثابت ہوا ہے کہ اس کے مذہبی متون پوری طرح مامون ومحفوظ ہیں اور ان میں کسی قسم کا داخلی تضاد موجود نہیں ہے۔

مذاہب عالم کا تاریخی مطالعہ

اس منہج میں مذاہب عالم کی تاریخ کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً ان سوالات کے جوابات جاننے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کسی مذہب کی ابتدا کب ہوئی؟ اس کی مقدس شخصیات کون کون سی ہیں؟ تاریخی طور پر ان مقدس ہستیوں اور مذہبی مقامات وآثار کی حیثیت اور اہمیت کس قدر ہے؟ ان مقدس ہستیوں میں سے کون کون سی ہستیاں واقعی تاریخ میں کوئی وجود بھی رکھتی تھیں؟ وغیرہ۔ اس منہج سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ بیشتر مذاہب کا تاریخی طور پر کوئی ریکارڈ محفوظ نہیں۔

مذاہب عالم کا سماجی و معاشرتی مطالعہ

مذاہب عالم کے سماجی اور معاشرتی منہج کی ابتدا دورِ جدید سے ہوئی۔ جدید مغربی فکر نے حق و باطل کو تلاش کرنے کی بجائے اپنی ساری توجہ اس امر پر مرکوز کر لی کہ مذاہب کے معاشرتی و سماجی اثرات کا مطالعہ کیا جائے۔ اسی لئے فی زمانہ مذاہب کے اثرات کے مطالعے کو بھرپور پزیرائی حاصل ہوئی ہے۔ اس منہج میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ مذہب عموماً، اور کوئی مذہب بلخصوص معاشرے اور سماج پر کیا اثرات مرتب کرتا ہے اور انسانی مسائل کے حل میں کسی مذہب کے پاس کیا کیا تعلیمات موجود ہیں۔ اس منہج کے نتیجے میں یہ حقیقت کھل کر آشکار ہو چکی ہے کہ اسلام کے علاوہ بقیہ تمام مذاہب نہایت محدود ہیں، جو انسانی زندگی کا پوری طرح احاطہ نہیں کر سکتے۔

مذاہب عالم کا کلامی مطالعہ

اس منہج میں مذہبی تعلیمات اور عقائد و عبادات کا مطالعہ کسی مذہب کی اپنی ڈومین اور پیراڈائم کے اندر رہ کر کیا جاتا ہے اور ثابت کیا جاتا ہے کہ مذہب کی تعلیمات باہم متضاد یا عقل سے متصادم نہیں ہیں۔ اسلامی علم کلام مذہب کے کلامی مطالعے ہی کا حاصل ہے۔

مذاہب عالم کا سیاسی و معاشی مطالعہ

اس منہج میں مذہب کا مطالعہ سیاسیات اور معاشیات کے تناظر میں کیا جاتا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ مذہب سیاست اور معیشت پر کس حد تک اثر انداز ہوتا ہے۔

مذاہب عالم کا مظہریاتی و بشریاتی مطالعہ

اس منہج میں فرد اور معاشرے کے ذہن پر مذہب کے اثرات کا مطالعہ نفسیاتی اصولوں کے تحت کیا جاتا ہے۔

مذاہب عالم کا سائنسی مطالعہ

اس منہج میں مذاہب کو جدید سائنسی حقائق کے تناظر میں پڑھا جاتا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ کون سا مذہب کس حد تک سائنس کے ساتھ چل سکتا ہے اور کسی مذہب کی تعلیمات سائنسی حقائق سے مطابقت رکھتی ہیں یا مفارقت۔

مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ

اس منہج میں مختلف مذاہب کی تعلیمات، رسومات، عقائد و عبادات اور ان کے اثرات کا تقابلی جائزہ لیا جاتا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کون سا مذہب کس مذہب سے کن کن بنیادوں پر فائق و برتر اور حق کے زیادہ قریب ہے۔

ان مناہج میں سے تقابلی، تنقیدی، متونی، تاریخی اور کلامی مناہج کا تعلق ماقبل جدید مغرب سے ہے جبکہ سائنسی، سماجی، معاشرتی، فلسفیانہ، سیاسی، مظہریاتی اور بشریاتی و نفسیاتی مناہج وہ ہیں جو خالصتاً فکر جدید کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہیں۔

مطالعہ مذاہب کے مغربی اصول و ضوابط

مغرب میں مطالعہ مذاہب عالم کے چند بنیادی اصول و ضوابط درجہ ذیل ہیں:

ا۔ تعصب یا مرعوبیت سے بالاتر ہو کر غیر جانبدرانہ انداز میں مطالعہ و تحقیق کرنا۔ یعنی کسی بھی مذہب کا مطالعہ کرتے وقت اپنی ذاتی پسند ناپسند اور رجحان سے کما حقہ بچا جائے اور اپنے معروض کا مطالعہ خالصتا اعتدال پسندی، غیر جانب داری اور معروضیت کے ساتھ کیا جائے۔

۲۔ کسی بھی مذہب کی خوبیوں اور خامیوں کا کھلے دل سے اعتراف کرنا۔ یعنی فی الواقع کسی مذہب میں کوئی بات قابل ستائش نظر آئے تو کھلے دل سے اس کا اعتراف کیا جائے اور اسی طرح اگر دوران مطالعہ کوئی بات قرین قیاس معلوم نہ ہو تو اس پر جائز تنقید بھی کی جائے۔

۳۔ اختلافات کو دلائل سے رد کرنا اور کسی بھی پیشگی فیصلے سے گریز کرنا۔ یعنی مذاہب کے تقابلی جائزے کے دوران دونوں اطراف کے دلائل کو ایمانداری کے ساتھ پرکھا جائے اور دلائل کو دلائل کے ساتھ رد کیا جائے نا کہ محض ذاتی پسند و ناپسند کو معیار حق بنایا جائے۔

۴۔ ادیان کے مطالعے کے لیے مذہب کی تاریخ، نفسیات اور فلسفہ سے واقفیت ضروری ہے۔ اس لئے ان علوم سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد مذاہب کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ کیا جائے۔

۵۔ کسی موضوع کو سمجھنے کے لیے ان الفاظ کی وضاحت ضروری ہے جن کے ذریعے ہم اپنی تحقیق کے نتائج بیان کرتے ہیں۔ مختلف مسائل کے صحیح حل اور ان کو واضح طور پر سمجھنے کے لیے الفاظ اور اصطلاحات کا تعین ضروری ہے۔

۶۔ تحقیق کرنے والا شخص حق بات کو اچھی طرح سمجھتا ہو، اور حق و باطل اور صحیح و غلط میں امتیاز کرنے کی صلاحیت کا مالک ہو، اسے اپنے آپ پر مکمل اعتماد ہو کہ وہ کسی شبہ اور فتنے میں مبتلا نہیں ہوگا اور نمایاں کارکردگی دکھا سکتے ہیں۔

۷۔ کسی مذہب کے متعصب مخالفین اور خالص متبعین دونوں کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے سے گریز کیا جائے۔ ابتدائی تحقیقات میں اس طرح کی تصنیفات کے مطالعے سے ایک ناظر کبھی بھی صحیح نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ مذہبی متون کا براہ راست مطالعہ کر کے نتائج اخذ کئے جائیں۔

مذکورہ اصول و ضوابط میں بظاہر کوئی قابل اعتراض بات نہیں لیکن اگر غور کیا جائے تو بے قید اور آزاد معروضیت کا انسانی زندگی میں پایا جانا تقریبا ناممکن ہے۔ کیونکہ ہر انسان مخصوص ماحول میں پروان چڑھتا ہے، جس کے اثرات سے محفوظ رکھنا کسی ذی روح انسان کیلئے محال ہے۔ اس لئے جانبداری تو بہر حال در آتی ہے، البتہ اس میں اہم بات یہ ہے کہ تعصب اور اندھی عقیدت سے بہر طور بچا جائے۔

حاصل مطالعہ

اس تمام بحث کے بعد ہم بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ مشرقی اور مغربی منہج و اصول مطالعہ مذاہب میں واضح فرق موجود ہے۔ اہل مغرب مذہب کو وہ اہمیت نہیں دیتے جو مشرق میں اسے حاصل ہے۔ انیسویں صدی تک تو مطالعہ ادیان عالم کے مغربی منہج اور اصول و ضوابط تقریباوہی تھے، جو ابتداء سے تمام خطہ ہائے ارض میں معروف ہیں لیکن دور جدید میں مغربی فکر الحاد کی راہوں پر چل پڑی اور مذہب سے متعلق نت نئے نظریات سامنے آئے جن میں فرائیڈ اور کارل مارکس وغیرہ کی ارتقائی تھیوریز زیادہ مشہور ہیں۔

ان تمام مغربی تھیوریز آف ریلیجن میں مذہب کے راہِ حق ہونے کو یکسر بھلا دیا گیا اور سارا زور مذہب کے دیگر پہلوؤں پر صرف کر دیا گیا۔ گویا مذہب حق و باطل کے درمیان تمیز کی شے نہیں بلکہ اس کی اگر کچھ اہمیت ہے تو صرف معاشرتی سطح تک ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، الرقم: 756۔

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Al-Jamy' Al-Ṣaḥīḥ*, (Dār Tawq al-Najāḥ, 1422H), Ḥadīth #:756-

[2] ۔ سعود بن عبد العزیز الخلف (2004م)، **دراسات في الأديان اليهودية والنصرانية** (الرياض: مكتبة أضواء السلف، س۔ن)، 119.

Saʿūd bin Abdulaziz Al-Khalaf (2004), *Dirāsāt fī al adyān al yaḥūdīaḥ wa al Naṣrāniaḥ* (Riyādh: Maktabaḥ Adhwā al Salaf), 119

[3] ۔ مجموعة من المؤلفين، **الأديان والمذاهب**، ماليزيا: جامعة المدينة العالمية، س۔ن)، 1: 23-27۔

Majmoaḥ min al Muālifīn, *Al-'Idyan Wal-Mazāḥib*, Malaysia: Jamaat al-Madinah Al-Amali, S.N.), 1: 23-27.

[4] ۔ مجموعة من المؤلفين، **الأديان والمذاهب**، 1: 325-328۔

Majmoaḥ min al Muālifīn, *Al-'Idyan Wal-Mazāḥib*, 1: 325-328

[5] آل عمران ۳:۲۰۰۔

Āl- e -ʿImrān, 3:300.

[6] المائدہ ۵:۳۔

Al-Māida, 5:3

[7] -*Harper, Douglas. "religion". Online Etymology Dictionary.*

[8] -Tylor, E.B. (1871) *Primitive Culture: Researches Into the Development of Mythology, Philosophy, Religion, Art, and Custom. Vol. 1*. London: John Murray; (p.424).

[9] -James 1902, p. 38.

[10] -Durkheim 1915, p. 37

[11] -African Studies Association; University of Michigan (2005). *History in Africa*. **32**. p. 119

[12] -"Religiously Unaffiliated". *The Global Religious Landscape*. Pew Research Center: Religion & Public Life. 18 December 2012.

[13] ۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ، **الجہاد فی الاسلام** (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۹۶)، ۳۲۷۔۳۲۸

Maudūdī, Maulāna Abū ʻAlā, *Al-Jihad fī al Islām* (Lāḥore:Idāraḥ Tajmān Al- Quran, 1996), 327-328.

[14] ۔مودودی، **الجہاد فی الاسلام**،۳۲۸۔

Maudūdī, Maulāna Abū ʻAlā, *Al-Jihad fī al Islām*, 328

[15] ۔مودودی، **الجہاد فی الاسلام**،۳۲۹۔

Maudūdī, Maulāna Abū ʻAlā, *Al-Jihad fī al Islām*, 329.

[16] ۔البقرہ۲:۲۸۵

Al-Baqaḥraḥ, 2:285

[17] ۔العنکبوت۲۹:۱۴

Al-ʻAnkabūt,29:14.

[18] ۔آل عمران۳:۴۹

Āl- e -ʻImrān, 3:300.

[19] ۔ھود۱۱:۵۰

Hūd 11: 50

[20] ۔ھود۱۱:۸۴

Hūd 11: 84

[21] ۔الروم۳۰:۴۱

Al-Rūm, 30:41

[22] ۔النحل۱۶:۶۴

Al-Naḥl,61: 64.

[23] ۔المائدہ۵:۳

Al-Māida, 5:3

[24] تفصیلات کیلئے کارلس لیمنٹ کی کتاب "فلسفہ ہیومنزم" ملاحضہ فرمایئے۔